رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۶

ان ینصرکم اللہ ویثبت اقدامکم

چھپا دست ہمت میں زور قضا ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

ہفتہ وار اخبار

بدر

عام قیمت ۵ روپیہ

جلد ۲۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۱۹ء | نمبر ۴

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا کے فضل و کرم سے اچھی ہے اسی طرح حضرت مسیح موعود کے خاندان کے لوگوں کی

۲۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول کے خاندان کے لوگ خدا کے فضل و کرم سے اچھے ہیں۔

۳۔ قادیان میں چار پانچ روز سے ٹھیکری پہرا شروع ہو گیا۔

۴۔ حضرت کے قایم کردہ نئے دفتروں نے یعنی دفتر ناظر اعلےٰ دفتر امور عامہ دفتر تعلیم و تربیت محکمہ قضا و افتا خدا کے فضل و کرم سے اپنا اپنا کام باقاعدہ طور سے شروع کر دیا ہے۔

۵۔ معلوم ہوا ہے کہ اس دفعہ سالانہ جلسے کے سیکرٹری جناب مولینا مولوی سید سرور شاہ صاحب ہونگے۔

۶۔ کالجوں اور مدرسوں کے طلباء امتحان میں شریک ہونیوالے ہیں احباب احمدی طلباء کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔

Digitized by Khilafat Library

درخواست دعا

برادرم عصمت اللہ صاحب کو ہر جوبہ ایک مدت سے ابتلاؤں میں سے گزرے ہیں ان کے مقدمہ کے فیصلے کے لئے ۲۰ جنوری ۱۹۱۹ء مقرر ہوئی ہے احباب سے وہ دعا کے لئے درخواست کرتے ہیں امید ہے کہ احباب ان کے لئے خاص طور پر دعا فرماویں گے۔

نکاح

میاں جی غلام نبی خان مدرس مدرسہ تعلیم کی شادی بنت عبدالرحمن مرحوم کی بیوہ سے ۲۴ جنوری ۱۹۱۹ء کو بعد نماز عصر دو سو روپیہ مہر پر ہوئی ہے وہ احباب سے اس رشتہ کے مبارک ہونے کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے آمین۔

ایڈیٹر صاحب الحکم: ایڈیٹر صاحب الحکم حضرت کے ارشاد کے ماتحت پہلے جموں اور پھر سیالکوٹ تشریف لے گئے ہیں اور یہ نمبر ان کی غیر حاضری میں ہی نکالا گیا ہے۔

انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی پروپرائٹر و پبلشر شایع ہوا

قبولیت الٰہی کا ایک ذریعہ

دل بابار دست زکار

میں اپنی فطرت میں ہمیشہ یہ تڑپ محسوس کرتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے کلمات و مکتوبات کو جہاں سے ملیں حاصل کروں اور احباب تک پہونچاؤں جماعت میں ایک متحد زندگی اور عرفان کی چاشنی ان امور سے پیدا ہوتی ہے اور نہ صرف یہ بلکہ پرائیویٹ خطوط ایک خاکہ ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کی اندرونی کیفیات اور قلبی تحریکات کا جس سے ان کی زندگی اور سیرۃ پر ایک مفید روشنی پڑتی ہے۔ مجھے اتفاق سے پٹیالہ جانا پڑا اور ۲۵ جنوری ۱۹۱۹ء کو مکرمی اخویم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب سے اثنائے گفتگو میں بعض مکتوبات کا علم ہوا جن میں سے ایک ذیل میں درج کرتا ہوں تاکہ الحکم جس طرح پر اپنے محسن و آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے کلمات طیبات اور مکتوبات اور دیگر واقعات سلسلہ کا امین ہے حضرت خلیفہ ثانی کے عہد خلافت کی تاریخ کا ایک امین ہی نہ ہو بلکہ آپ کے کلمات اور مکتوبات وغیرہ بھی اس میں جمع رہیں اس لئے میں احباب کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ جس کسی کے پاس حضرت محمود کا کوئی خط بھی ہو وہ ازراہ کرم مجھے اصل بھیجدیں یا اس کی نقل اس کی پرواہ نہ کریں کہ اس میں ذاتی امور ہیں یا کوئی خاص بات ان کے خیال میں نہیں یہ ان کا کام نہیں بلکہ میرا کام ہے کہ میں اس میں سے مطلب کی بات پیدا کرلوں۔ مجھے یقین ہے کہ احباب میری اس التماس پر توجہ فرمائیں گے۔

ایڈیٹر (از پٹیالہ)

ڈاکٹر حشمت اللہ خان کے نام

ایک خط

مکرمی ڈاکٹر صاحب۔ السلام علیکم۔ اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور اس کی محبت سے روانہ ہوں۔ ظاہری دوری گو حقیقی دوری نہیں۔ مگر پھر بھی بہت بُرا دخل رکھتی ہے پٹیالہ کا واقعہ ہے عبدالحکیم مرتد ہوگیا۔ حضرت مسیح موعود نے تحریر فرمایا اس کا باعث قادیان کا نہ آنا ہے۔

اور یہ کہ جو لوگ یہاں نہیں آتے میں ڈرتا ہوں ان کے ایمان ضائع نہ ہو جائیں۔ پس گو قادیان کا آنا ابتلاؤں کا موجب ہو سکتا ہے۔ مگر نہ آنا اس سے بڑھ کر۔ دوری کوئی بھی اچھی نہیں دعا انشاء اللہ آپ کے لئے بہت کرونگا۔ اور اللہ تعالیٰ سے خاص امید رکھتا ہوں کہ وہ خاص طور پر قبولیت کے آثار دکھائیگا۔ خدا تعالیٰ انعمتہ نواز ہے اسے ایک نکتہ خوش اور ایک نکتہ ناراض کر دیتا ہے ہاں رحمتی وسعت کل شئے ضرور حق ہے۔

دن لمحوں میں گزر جاتے ہیں اور سال منٹوں میں اور باقی وہی رہتا ہے جو خدا کے لئے کیا جاتا ہے۔ کہ دل بایار اور دست در کار ایک ایسا حق ہے جس کا کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا ہاں ساتھ یہ بھی محسوس ہو کہ خدا تعالیٰ کا احسان ہے اگر وہ اپنے قرب کا موقعہ دے یہ قرب کا ایک اعلیٰ گر ہے جو کبھی خطا نہیں کرتا صرف وظیفہ پڑھنے والا قرب حاصل نہیں کرتا۔ رسول کریم کے وقت کو دیکھیں تو کچھ پڑھانے میں کچھ کھانے میں۔ کچھ فیصلہ مقدمات میں۔ کچھ سیاست میں۔ کچھ سپاہ گری میں کچھ دوستوں میں کچھ ملاقاتیوں میں کچھ خدمت عزبا کچھ بچوں سے کھیلنے میں کچھ بیویوں سے۔ ملازمت میں کچھ گھر کے کام کاج میں خرچ ہو جاتا تھا۔ دل بایار تھا کون وظیفہ خوار اور مصلی کو لازم پکڑنے والا آپ کا مقابلہ کر سکتا ہے آپ نے فرمایا

جب ضرورت ہو خدا کا نبی آنا چاہیئے

(گذشتہ سے پیوستہ)

جیسا کہ وہ ایسی حالت میں پہلوں کیلئے نبی مبعوث کرتا رہا ہے کوئی وجہ نہیں کہ پہلوں کے لئے اگر ذرا ترازو میں پاسنگ برابر کمی کے باعث اور ناپوں میں ایک سرمو نقص کی وجہ سے نبی آجاتے تھے تو آج جبکہ کھڑے کھیتوں کو صاف کرکے ڈکار نہ لینے والے... اور انجوں کی جگہ گز اور گزوں کی جگہ تھانوں کے تھان بنا کر ادا دینے والے موجود ہیں۔ تو ان کی گوشمالی کے لئے ان کی اصلاح کے لئے ان کی تادیب و تربیت کے لئے نبی مبعوث نہ کرے۔

منکرین انبیا کہہ سکتے ہیں کہ ہم مان لیتے کہ اب نبی کی ضرورت تھی اگر دنیا عذابوں میں مبتلا نہ کی جاتی۔ ہمیں ضرورت نہیں تھی کہ ہم پہلے نبیوں کے متعلق ایمان و عدم ایمان کا سوال اٹھاتے اگر ہم امن کی زندگی گذارتے لیکن کہا تو یہ جاتا ہے کہ رسول جو ہماری غلطیوں پر ہمیں متنبہ کرے اس کے آنے کی ضرورت نہیں لیکن عذابوں کی کالی آندھیاں۔ اور صاعقہ عاد و ثمود کے کڑاکے اور فنا کر دینے والے امراض اور گوناگوں مصائب ہمارے سر پر منڈلا رہے ہیں اور ہمیں فنا کر رہے ہیں۔ خدا کی طاقتور سلطنت تو بڑی بات ہے۔ دنیا کی کمزور سلطنتیں کا یا یوں ہو کہ پہلے ایک قانون جاری کر دیتی ہیں۔ اور بتا دیتی ہیں۔ کہ جو شخص خلاف ورزی کریگا وہ اس قانون کی زد میں آئیگا۔ پس جو اس قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ پکڑا جاتا ہے۔ لیکن خدا کے متعلق روا رکھا جاتا ہے کہ وہ اپنے منشار سے تو علم نہیں دیتا۔ لیکن دنیا کی گردن پکڑنے کے لئے اس کے عذاب۔ دنیا زبان حال سے پکار رہی ہے کہ کوئی خدائی روح اور الٰہی نطق پاکر کھڑا ہو اور خدا کی باتیں خدا کے بندوں کو سنائے۔ تاکہ وہ لوگ جو دنیا کی اس حالت کو دیکھتے ہیں مگر بصیرت نہیں رکھتے اس حالت کو محسوس کرتے ہیں اور اپنی سی کئے جاتے ہیں مگر آپ جانتے ہیں کہ جب مرض کا صحیح علاج نہ ہو تو مرض کا دفعیہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ مرض کے دور ہونے کی ایک ہی صورت ہے، کہ علاج درست ہو۔

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ دنیا میں کوئی مرض نہیں جس کی خدا نے دوا پیدا نہ کی ہو یہ نہیں ہو سکتا کہ مرض کا وجود تو ہو۔ مگر دوا کا وجود عنقا ہو جب آنکھیں پیدا کی ہیں۔ تو ان کے لئے روشنی کو بھی خالق کل شیء نے خلق فرمایا۔ نہ صرف روشنی بلکہ وہ چیزیں بھی پیدا کی ہیں جن کو آنکھیں روشنی پاکر دیکھیں۔ انسان میں بھوک کو پیدا کیا مگر حکیم خدا نے صرف بھوک پیدا فرما کر بھی انسان کو نہیں چھوڑ دیا۔ بلکہ وہ چیزیں بھی پیدا کیں جو گرسنگی کا علاج ہیں جس میں تمام بدیاں۔ تمام شرارتیں۔ تمام بداخلاقیاں۔ تمام بدراہیاں تمام بدعنوانیاں۔ تمام ناہمواریاں آج دنیا میں نظر آتی ہیں اور بکثرت نظر آتی ہیں اور بدخوف تردید یہاں تک کہا جا سکتا ہے کہ پہلا کوئی زمانہ موجودہ عہد کے قبائح کی نظیر نہیں پیش کر سکتا تو ہو نہیں سکتا کہ خدا ان اسقام و آلام کا ازالہ نہ بھیجے۔

اللہ تعالیٰ پر اعتراض آتا ہے اگر وہ اب رسول نہ بھیجے۔ اور یہ ایسا اعتراض ہے جس کی اہمیت کو خدا تعالیٰ نے خود سمجھ کر پہلے ہی اس کا جواب دیدیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ولو انا اھلکنٰھم بعذاب من قبلہ لقالوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع اٰیٰتک من قبل ان نذل ونخزیٰ قل کل متربص فتربصوا فستعلمون من اصحٰب الصراط السوی ومن اھتدیٰ (طٰہٰ رکوع ۵)

کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اپنے اعمال کے باعث گرفتار عذاب ہوتے پر وہ کہہ سکتے کہ اے ہمارے رب تو نے کیوں نہ ہماری تنبیہ کے لئے رسول مبعوث فرمایا کہ ہم تیری آیات کی پیروی کرتے اور مومن بن جاتے مطلب یہ ہے کہ عذاب کا باعث ان کے اعمال ہوتے ہیں لیکن باوجود ان کے مستحق عذاب ہونے کے ان پر بلا اطلاع عذاب بھیج دیا جاتا تو وہ یہی کہتے کہ خدایا تو نے ہمیں اپنے منشار سے تو پتہ دیا ہی نہیں۔

پھر عذاب کیسا اور کیوں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ان پر اتمام حجت کے لئے کہ وہ ایسا نہ کہہ سکیں جو دریں صورت کہہ سکتے ہیں انکی تنبیہ کے لئے رسول بھیجا یا مگر انہوں نے اس کا انکار کیا۔

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

ولو انا اھلکنھم بعذاب من قبلہ لقالوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع ایتک من قبل ان نذل ونخزی (سورت انبیاء رکوع آخر) کہ اگر رسول بھیجنے کے قبل ان کو عذاب سے ہلاک کر دیتے تو یہ کہتے کہ اے ہمارے رب تو نے کیوں نہ ہمارے لئے رسول بھیجا کہ ہم تیری آیات کی پیروی کرتے قبل اس کے کہ عذاب سے ذلیل و رسوا ہوتے۔

غرض اللہ تعالیٰ نے کھول کر بتا دیا ہے کہ عذابوں کے قبل رسول کی بعثت ضروری اور لازمی ہے اور اگر رسول کے آنے کے قبل عذاب آتے تو اس سے خدا پر اعتراض پڑتا کہ اس نے بغیر متنبہ کئے کیوں عذاب بھیجا۔ لیکن جب رسول آگیا پھر کوئی اعتراض ذات باری پر نہیں ہو سکتا پس خدا کا نبی ہر زمانہ میں جب ضرورت ہونا چاہئے اور کوئی وجہ نہیں کہ سلسلہ بعثت انبیاء منقطع ہو جائے اور دنیا کی حالت قابل اصلاح ہو اگر رسولوں کی آمد کے سلسلہ کو منقطع تسلیم کیا جائے تو نہ پہلے رسولوں کی رسالت پر ایمان لایا جا سکتا ہے نہ خدا کے وجود پر کیونکہ اگر اب رسول نہ آئیں تو پہلے رسولوں کی رسالت اساطیر الاولین سے بڑھکر درجہ حاصل نہیں کر سکتی اور خدا پر یہ الزام آئیگا۔ کہ اس نے اپنی اس مخلوق کو جو زیادہ قابل اصلاح تھی مصلحین سے محروم رکھا جبکہ وہ پہلے تھوڑے تھوڑے نقصوں کے باعث بھی اپنی طرف سے مصلحین بھیجا کرتا تھا لیکن چونکہ یہ خیال محض باطل اور سراسر غلط ہے کہ اب رسول نہیں آسکتے اس لئے نہ پہلے رسولوں کی رسالت معرض شکوک میں ہے نہ ذات باری ہدف اعتراضات۔ کیونکہ ہمنے دیکھا کہ خدا نے اس زمانہ کی خرابیوں کے مقابلہ میں اتنا ہی بڑا نبی بھیجا جو تمام نبیوں کے حلوں میں ملبوس تھا اور اس بیات اذکرت سے اس کو نشانات خاصہ عطا کئے گئے کہ اگر انکو ہزار نبی پر بھی تقسیم کیا جائے تو نہایت آسانی سے ان سب کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے لیکن بدقسمت لوگ پھر بھی اس نبی کے دعوے کو جھٹلاتے اور صداقت میں شک کرتے ہیں مبارک وہ جنہوں نے اس کو قبول کیا اور برکتیں ہوں اس پر جنہوں نے اس کے پاک اصحاب کو پہچانا حضرت مسیح موعود کا قول ہے طوبی لمن عرفنی او عرف من عرفنی۔ اور اس پر افسوس جنہوں نے اس نور سے آنکھیں پھیریں اور ٹیڑھی راہ پر چل پڑے وہ یاد رکھیں کہ اس نبی کی راہ کو چھوڑنے پر ان کو سیدھی اور امن کی کوئی راہ دوسری نہیں مل سکتی۔ کیونکہ اب اس کی راہ خدا کی برگزیدہ اور مقرر کردہ راہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سچ فرمایا ہے۔ ؎

بعد از ہم ہر آنچہ پسندد ہیچ نیست
بدقسمت آنکہ در نظرش ہیچ محترم

امت محمدیہ میں مبعوث ہونے والے واحد نبی کے خدام والا مقام کا

ادنیٰ خادم

فقیر مہر محمد خان شہاب احمدی (مالیر کوٹلوی) قادیان

الحکم اور احمدی خاتون

دونوں کے سال ختم ہو چکے ہیں اور دفتر خریداران کے نام وی پی کر رہا ہے۔

واپس کرنے والے احباب پہلے سے اطلاع دیدیں کیونکہ وی پی منگوا کر واپس کرنا قابل افسوس نقصان ہوتا ہے

(مینجر)

اسلم مرحوم

شیخ غلام غوث اسلم مولوی عالم جو کہ ۲۱ دسمبر ۱۹۱۸ء کو فوت ہو گئے ہیں وہ انجمن تبلیغ الاسلام کے ممبر تھے انجمن نے ایک ریزولیوشن اس امر کا پاس کیا کہ چونکہ مرحوم ہماری انجمن کا پرجوش ممبر تھا اس لئے مرحوم کی زندگی بیماری کے بعض حالات اخبار میں درج کر کے اس طرح سے مرحوم کی خدمات کا شکریہ ادا کیا جاوے:۔

اور چونکہ مرحوم میرے چچا تھے اس لئے یہ کام میرے سپرد کیا گیا۔ کیونکہ مرحوم کی حالات زندگی سے میں زیادہ واقف تھا۔ اس مختصر سے تمہیدی نوٹ کے بعد میں مرحوم کی زندگی کے چند حالات درج کرتا ہوں:۔

مرحوم نے چھوٹی عمر میں پانچویں جماعت پاس کر لی تھی ایک دفعہ اس کے بھائی یعنی جناب شیخ یعقوب علی صاحب قبلہ نے اس کو کہا کہ غلام غوث تم جب پانچویں پاس کرو گے تو میں تمکو قادیان لے چلوں گا مرحوم نے جیسے ہی یہ بات سنی بہت خوش ہوا اور جیسے پانچویں پاس کی مدرسے جانا چھوڑ دیا اور کہا کہ بھائی صاحب مجکو کہہ گئے تھے کہ میں تمکو لیجاؤنگا۔ بس میں اگر پڑھونگا تو ان کے پاس ورنہ نہیں اس کے والد صاحب چاہتے تھے کہ کم از کم مڈل پاس کرلے۔

اس غرض کے لئے مرحوم ... کے والدین نے سختی کی اور مرحوم اگرچہ دل سے نہ چاہتا تھا مگر والد صاحب کے سخت حکم کی وجہ سے مدرسہ نوان شہر میں چھٹی جماعت میں داخل ہو گیا۔ مگر وہ ایک دن بھی مدرسہ خوشی کے ساتھ نہ گیا اور نہ دل لگا کر پڑھا۔ آخر اس نے قادیان خط لکھا اور مجکو بھیج کر اس کو بلا لیا گیا۔

اسلم مذہبی مجلس میں

ابھی اس نے پرائمری بھی پاس نہ کی تھی کہ وہ ایک شیعہ صاحب کے پاس جو کہ ہمیشہ مذہبی باتیں کرتا جا کر بیٹھا کرتا اور اس کی باتوں سے لگاؤ ظاہر کرتا۔ حالانکہ عمر ایسی تھی کہ ایک بچہ کو ابھی اس بات کا بھی علم نہیں ہوتا کہ وہ کس طرح سے ایک مجلس میں بیٹھے اور بڑے بوڑھے سے بات کرنے کی کیا تمیز ہے۔ یہی صحبت آخر کار اس کی اصلاح کا باعث ہوئی۔

Digitized by Khilafat Library

اسلم مدرسہ احمدیہ میں

قادیان آکر جب اس کو یہ بتایا گیا کہ تم کونسی تعلیم کو پسند کرتے ہو آیا انگریزی یا عربی۔ ادھر وہ غیر معمولی طور پر فہیم بھی تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ بھائی بھی عربی کو پسند کرتا ہے تو فوراً کہدیا کہ میں عربی کو پسند کرتا ہوں۔

اسی وقت اس کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کر دیا گیا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اس وقت افسر مدرسہ تھے آپ ہمیشہ اس کی تعلیم کی طرف خیال رکھتے اور تعریف فرماتے مرحوم اپنی جماعت میں ہونہار رہا ہے اور بہت جلد مدرسہ احمدیہ کی جماعت سوم میں چلا گیا۔

ادھر اس نے چند ماہ تیسری جماعت میں گزارے ادھر قدرت نے اس کو اپنے مدرسہ میں سبق دینے کے لئے قادیان سے چلے جانے کی ترغیب دی۔ والد صاحب قبلہ بمبئی میں تھے مرحوم مدرسہ چھوڑ کر گھر چلا گیا۔

قادیان سے واپس

قادیان میں اس عرصہ میں اس شیعہ صاحب کی مجلس سے جو کچھ سیکھا تھا اس کے خلاف خوب مصالح جمع کر لیا

یہاں سے جا کر ہر وقت اس شیعہ صاحب سے گفتگو ہونے لگی۔ وہ صاحب مولوی تصدق حسین شاہ پوری کے اخلاص مندوں میں سے تھا۔ اس نے مولوی صاحب کو خبر دی کہ اس طرح سے ایک چڑیا دام میں آتی ہے پھنسا لو۔ مولوی صاحب نے بڑی شفقت سے بلا لیا اور کہا تم میرے پاس رہو آپ کے سب اخراجات میں دونگا اور کام سوائے پڑھنے کے کچھ نہ ہوگا مرحوم ایک ماہ تک مولوی صاحب کے کتب خانہ کو دیکھتا رہا۔ مگر مرحوم کی تسلی

نہ ہوئی بعض اعتراضات ہر وقت کھٹکتے رہتے تھے ان کو پوشیدہ رکھتا

مرحوم درزی کا کام سیکھتا ہے

اس غرضہ میں اسلم کو یہ سمجھکر اب یہ تعلیم کیا حاصل کرے گا۔ ایک درزی کے پاس بٹھایا گیا خدا کی قدرت درزی بھی شیعہ تھا۔ ادہر اس سے کام سیکھتا ادہر اس سے مذہبی گفتگو کرتا جب اس کو جواب نہ آتا تو وہ رنجیدہ ہو کر اسلم کو کام سیکھانے سے انکار کرتا۔ ادہر اس نے دیکھا کہ اسکی زندگی کوئی پاک زندگی نہیں فوراً اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور اس سے علیحدہ ہو گیا۔ والدین اور ناراض ہوئے اور سختی کی کیونکہ تعلیم چھوڑ دی اب یہ حرفہ بھی نہ سیکھا۔

اسلم بٹھے کا منشی

اسلم کے ہم عمر اور بڑے سب اس کی عزت کرتے تھے اسی لئے وہ جلد ایک بہنڈ پنشی کے کام پر نوکر مقرر ہو گیا۔ لیکن مرحوم نے اس کام کو بھی پسند نہ کیا۔ پورا ایک مہینہ کام کر کے بغیر تنخواہ وہاں سے چلدیا۔ یہ امر اور بھی والدین کے ناراضگی کا باعث ہوا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ اپنی زندگی کو تباہ کر رہا ہے۔

اسلم تجارت کرتا ہے

اسلم کو اب پھر ایک دفعہ کام کا موقع دیا گیا اور اس کو ایک عزیز کے ساتھ تجارت کے لئے شامل کر دیا گیا۔ مرحوم کو اس عرصہ میں ایک دم قادیان کی مجلسیں یاد آئیں فوراً حالت بدل گئی تجارت بھول گئی۔ دوکان بند ادہر ادہر پھرنا شروع کر دیا ساتھی کو جب معلوم ہوا اس نے ایسی سزا دی کے مرحوم کو سخت تکلیف ہوئی۔

دوبارہ قادیان

جھٹ معذرت نامہ لکھ کر بھائی صاحب کو بھیج دیا۔ اور معافی مانگی۔ یہاں سے پھر اس کو کرایہ بھیج کر بلا لیا گیا۔

اب جبکہ مدرسہ میں اس کو لیکر گئے وہی استاد جو تعریف کرتے تھے اب کہنے لگے کہ اس کو ذرا بھی حس نہیں ہے

اسلم کو سخت رنج ہوا۔ اور مدرسے جانا چھوڑ دیا استادوں کے دروازے پر پھر کر مولوی کی تیاری کی۔ اور مجھے بارہا کہا۔ کہ

محمود احمد۔ میرے اس بھاگ جانے میں یہ مصلحت تھی کے میں ہمیشہ کے لئے اپنے گھر سے متنفر ہو جاؤں شیعوں کے متعلق مجھ سے تمام سوال جو اس کے دل میں تھے حل کر دے اور پھر دوسری دفعہ جا کر حضرت کی بیعت کر لی۔

مولوی کی بعض کتابیں خود پڑھیں اور ساری تیاری تین چار ماہ میں کی۔ حضرت مرزا البشیر احمد صاحب ایم اے جو کہ اب مدرسہ کے افسر ہیں۔ نے اس سے وعدہ کیا کہ میں تمہارے لئے استادوں کا انتظام کروں گا۔ مگر وہ آپ کے سفروں کی وجہ سے پورا نہ ہو سکا۔ اور اسی وعدہ کی امید پر سال گذار دیا۔ سال کے آخر میں خود ہاتھ پاؤں مارے حضرت سید قاضی امیر حسین صاحب نے وقت دیا۔ آپ سے بعض کتابیں ختم کیں اور جا کر امتحان دیدیا خدا کے فضل سے دوم ڈویژن میں پاس ہو گیا۔

باقی آئندہ (محمود احمد) قادیان۔

Digitized by Khilafat Library

ایک دھوکے باز

ایک شخص محمد الدین نابینا حضرت صاحب کی طرف سے ایک جعلی خط بنا کر روپیہ وصول کرنا چاہتا ہے جس پر ماسٹر عبدالرحیم صاحب کے دستخط بھی بنائے گئے ہیں۔ چنانچہ یہ بمبئی کی جماعت کے پاس بھی گیا ہے۔

اور اب حیدر آباد دکن میں بر مکان سید بشارت احمد صاحب چوک اسپاہی مقیم ہے۔ کیونکہ ایک کارڈ حیدر آباد دکن سے منشی سلطان احمد کاتب اخبار الحکم کے پاس بھی اسی مزکورہ نام سے آیا ہے۔

عبداللہ مہاجر رضی اللہ عنہ

یہ جو ہمارے مکرم معظم حافظ روشن علی صاحب ہیں ان کے وطن رمل میں ایک صاحب پیر امام الدین نام احمدی تھے (فوت ہو چکے ہیں اللھم اغفرلہ) جو بڑے صالح آدمی تھے۔ وہ ہفتہ عشرہ کے بعد جب وزیر آباد جاتے تو رات ضرور ہمارے ہاں فروکش ہوتے۔ ان کے نیک نمونے نے میری مذہبی زندگی میں بہت تغیر کیا گرمی کا موسم ہو یا جاڑے کا۔ رات کے دو ڈیڑھ بجے ضرور بیدار ہوتے اور صبح کی اذان تک نماز تہجد میں مشغول رہتے۔ اور جب باتیں کرتے تو دارالامان قادیان کی۔ حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح (اول) کی نسبت اس قدر واقفیت انہوں نے مجھے کرادی۔ کہ میں جب قادیان آیا۔ تو اپنے آپ کو اجنبی نہ سمجھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو بہت بہت اجر دے۔ انہی پیر صاحب نے ایک بار مجھے تحریک کی۔ کہ آپ رمل چلیں۔ میں ہر چند بیمار تھا اور اپنے حالات پر نظر کرتے ہوئے ظن غالب رکھتا تھا کہ میں دو کوس بھی سفر نہیں کر سکتا۔ مگر اس پر جوش و مخلص بھائی نے گھوڑے پر سوار کر کے بارہ کوس سفر بھی سے کرا لیا۔ اور میری خدمت تواضع کو صدق تک پہنچا دیا۔ اسی کے قریب مرجوعہ ایک موضع ہے (آہ رجوعہ کے مخلصین کی یاد نے بیکل کر دیا۔ یہ جماعت کبھی ہمارے ضلع میں ایک نمونہ سمجھی جاتی تھی اور حضرت مسیح موعود کی قوت قدسیہ کا بین ثبوت) وہاں کے احمدی دوست مجھے لے گئے اور چاہا کہ میں کچھ بیان کروں۔ میں تقریر کرنے کا عادی نہیں اس لئے میں نے عذر کیا۔ البتہ ان کے اصرار پر یہ کہا کہ جو کچھ مجھے آتا ہے میں گفتگو کچھ عرض کرتا جاتا ہوں۔ چنانچہ اس طرح پر کوئی اڑھائی گھنٹے کے قریب میں نے سلسلہ کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کئے اس وعظ میں میرا بھائی عبداللہ مرحوم ساکن ہونگ (گجرات) بھی تھا۔ یہ جوش سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ بس اب میں یہاں نہیں ٹھہر سکتا۔ ضرور صبح قادیان چلا جاؤنگا۔ چنانچہ جب میں دارالامان۔ یہیں کا ہو رہنے کے ارادے سے آیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ عبداللہ یہاں موجود ہے۔ پہلے پہلے ایک دکان چمڑے کے بیوپار کی کھولی۔ لیکن جب اس میں کچھ دقتیں پیش آئیں۔ تو دودھ کی دکان کھول لی۔ یہ دکان خوب چلی اور وہ نظارہ میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آٹھ نو بجے کے قریب سیر کو تشریف لاتے۔ تو عبداللہ اپنے دودھ کی کڑاہی بازار میں دیسے کی دیسی چھوڑ کر بھاگ پڑتا اور حضور کے ساتھ سیر میں شامل ہو جاتا۔ ایک دن دیہاتی سے دودھ لے رہا تھا جو اسے معلوم ہوا کہ حضور باہر تشریف لائے۔ گڑوی جو ابھی آدھی پر ہوئی تھی ہاتھ سے رکھدی اور دوڑ کر حضور کے رفقاء میں جا ملا۔ میں نے ایک بار کہا کہ دودھ وغیرہ سنبھال کر جایا کرو۔ کہنے لگا۔ مجھے تو اس وقت کچھ بھی یاد نہیں رہتا۔ وہ عہد بھی کیا پیارا تھا۔ بعض احباب خود ہی دودھ ناپ کر لے جاتے اور پیسے صندوقچی میں ڈال دیتے یا بعد میں بتا دیتے کہ ہم اتنا دودھ لے گئے تھے۔ میں نے یہ قصہ بتانے کے لئے کیا کہ عبداللہ کو حضور سے نسبت عاشقانہ تھی اور وہ باوجود غریب محتاج ہونے کے دن رات اسی خوشی میں پھولا نہ سماتا کہ میں دارالامان میں ہوں۔ اور خدام مسیح موعود سے ہوں۔ میرے ساتھ مرحوم کو بہت ہی محبت تھی وہ جب مجھے دیکھتا تو اس کے بشرے سے ظاہر ہوتا کہ خوشی کی ایک لہر ہے جو اس کے تمام جسم میں دوڑ گئی ہے۔ دودھ کی دکان خوب چل رہی تھی۔ جو عبداللہ بیمار ہو گیا۔ اور اس بیماری میں اسکے کاروبار میں کچھ ایسا اختلال آیا کہ پھر خجل نہ سکا تاہم وہ ہمیشہ

خوش رہتا اور اسے اپنی محتاجی کا چنداں فکر نہ تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ سے ایک بار میرے سامنے مشرقی طرف پل کے پاس کھڑے ہو کر زمین کے لئے عرض کی۔ حضور نے فرمایا ہاں ہم دیدیں گے حضور کے اس وعدہ کو حضرت خلیفہ ثانی نے پورا کر دیا۔ اور اسی پل کے پاس جگہ دی۔ جہاں عبداللہ نے اپنی ہمت مردانہ سے خود ہی اپنے ہاتھوں سے اپنا مکان بنایا۔ میں اس کے مکان پر گیا۔ تو وہاں اس کوٹھی کا ذکر آیا جو جناب مولوی محمد علی صاحب کے لئے انجمن کی طرف سے تیار کی گئی تھی اور غالباً وہاں سے نظر آ رہی تھی تو عبداللہ مرحوم نے مجھے کہا کوٹھی تو بہت اچھی ہے مگر مسیح موعود کے قدموں میں ایک جھونپڑا اس سے زیادہ دلکش ہے چنانچہ اسی وقت میں نے یہ شعر موزوں کیا ؎

بہت اچھی ہے وہ کوٹھی مگر اک بات رکھتا ہے
حضور مہدیٔ آخر زماں میں جھونپڑا من کا

پھر کچھ خانگی مشکلات کی وجہ سے مرحوم نے وہ مکان فروخت کر دیا اور باہر ایک زمین خریدی اور اس مکان کا بیشتر حصہ بھی خود اپنے ہاتھوں ہی سے بنایا۔ اگرچہ بعض لوگوں کے نزدیک پختہ عمارات کے سلسلہ میں ایک کچا مکان اچھا نہ معلوم ہوتا تھا۔ مگر میرے نزدیک اس کی بڑی قدر تھی۔ ابتداءً مرحوم نماز پنجگانہ کے لئے مسجد مبارک میں ضرور آجاتا تھا اور اس کا قول تھا کہ میری نماز تو اسی مسجد میں ہوتی ہے جہاں حضرت مسیح موعود نے برسوں نماز پڑھی یہ اس کی ذاتی بات تھی۔ اکثر کہا کرتا تھا کہ اپنا وطن چھوڑ کر پھر مسیح موعودؑ کے دار کے قریب نہ رہنا مجھے گوارا نہیں اس لئے اسی کوشش میں تھا۔ کہ اپنا مکان اندرون شہر میں بنا لوں مرحوم کثیر العیال تھا۔ اس لئے کچھ ملازمت بھی کر لی تھی۔ اپنی اولاد (لڑکیوں لڑکے) کو تعلیم دلائی۔ اور دلا رہا تھا۔ اس کی وفادار اور مخلص بیوی جو اپنے شوہر کے ساتھ ہی مہاجرہ تھی سات بچوں کی ماں۔ اکتوبر کے اخلوئنزہ میں فوت ہو گئی جس سے بچوں کی غور پرداخت کا کام اتنا بڑھا کہ مرحوم کے لئے ناقابل برداشت ہو رہا تھا۔ اور بیماری اس پر مستزاد ایک مہینے کے قریب ہوا مجھے ملا اور کہا کہ نئے سرے سے زندگی حاصل ہوئی دعا کریں کہ خدا کی رضامندی کے کاموں میں خرچ ہو۔ لیکن اس کے بعد بیماری کا پھر حملہ ہوا۔ اور مرحوم مورخہ کو فوت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی وصیت اپنی جائداد کے ایک تہائی کے متعلق تھی جس سے ظاہر ہے کہ اگرچہ غرباء کا مگر دل کا غنی تھا اور خدا کی راہ میں ہر چیز کے ایثار کے لئے تیار۔ مرحوم لکھا پڑھا تھا اور اپنے اہل وطن کو اکثر تبلیغی خطوط لکھتا رہتا اور جس گاؤں کا رہنے والا تھا اس علاقہ کے لوگ بہت اجڈ اور سخت گیر ہیں مگر اس نے ان سب کا بڑی جوانمردی سے مقابلہ کیا اور کبھی تقیہ سے کام نہیں لیا۔ بلکہ ہمیشہ حضرت مرزا صاحب کے مسیح موعود اور سلسلہ احمدیہ کے حق ہونے کا اعلان کیا اور دلائل سے ان کو لاجواب کیا۔ انہیں کہا کرتا تھا کہ دلیلوں کے رو سے تو سب میرا مقابلہ کر لو البتہ اگر مار دھاڑ کرنی ہے تو پھر میرے مقابل ایک دو جوان آجاؤ سب کا یکدم ٹوٹ پڑتا جوانمردی نہیں حق کا ایک رعب ہوتا ہے کوئی سامنا نہ کر سکا مرحوم میں بہت سی خوبیاں تھیں مجھے اپنے ہم ضلع بھائی ہاں دیندار مہاجر بھائی کی وفات کا صدمہ اللہ تعالیٰ اس کے مراتب جنت الفردوس میں بلند کرے اور اس کی اولاد کا فاضل طور پر متکفل ہو۔ مرحوم کی دو لڑکیاں تو بالغہ ہیں ایک کی شادی بھی ہو چکی ہے مگر پانچ بچے (تین لڑکیاں دو لڑکے) بہت چھوٹے ہیں ان کی تیمی قابل رحم ہے۔ یہ حالات میں نے مرحوم کو اپنا معزز و مکرم بھائی سمجھ کر لکھے ہیں گنہگار سوئظن القلوب کی مد میں شامل کر کے کیونکہ میرا عقیدہ ہے کہ اس سلسلہ میں بڑے بڑے دولتمند اور صاحبان جاہ و جلال داخل ہونگے لیکن اکثر ان لوگوں کی گرد